جلد ۲۹ | ۶ - ماہ تبوک ۱۳۲۰ ہش | ۱۳ ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ | ۶ - ماہ ستمبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۰۴

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۱۳ ماہ شعبان ۱۳۶۰ھ

ستیارتھ پرکاش اور آریہ صاحبان

"ستیارتھ پرکاش" بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند جی کی وُہ کتاب ہے۔ جو تمام مذاہب کے خلاف بے جا تلخی اور سخت کلامی کرنے تمام بادیان مذاہب پر نہایت دل آزار جھوٹے الزامات لگانے۔ تمام مذاہب کے پیروؤں کی طرف نقائص ہی نقائص منسوب کرنے۔ اور حکومت کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات پیدا کرنے کی وجہ سے ملک میں بے چینی۔ اور اضطراب پیدا کرنے کا موجب بن چکی ہے اس کے علاوہ چونکہ اس میں خود آریوں کے لئے بھی بعض اس قسم کے احکام درج ہیں جن پر عمل کرنا فطرت صحیحہ کے لئے سخت ناگوار ہے۔ اس لئے کبھی کبھی حساس اور سنجیدہ آریہ سماجیوں میں بھی اس کے خلاف جذبہ پیدا ہوتا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں اجمیر کی ایک تازہ خبر جو اخبار "ہندو" (۳ ستمبر) میں شائع ہوئی ہے۔ یہ ہے۔ کہ:-

"مقامی آریہ سماجی حلقوں میں ایک بحث سنجیدہ صورت اختیار کر گئی ہے۔ پہلا سوال یہ ہے۔ کہ سبھا سد بننے کے لئے آریہ سماج کے نیموں کے علاوہ سوامی دیانند کو منتویہ جاننا ضروری ہے۔ یا نہیں۔ اور دُوسرا یہ کہ "ستیارتھ پرکاش" ماننے کے قابل اور ویدوں کے انوکول ہے۔ یا نہیں یہاں کے بعض سرکردہ آریہ سماجی لیڈروں نے سوامی دیانند کو منتویہ ماننے کے قابل اور "ستیارتھ پرکاش" کے ویدوں کے انوکول ہونے میں شک ظاہر کیا ہے۔ اس سے بڑی ہلچل مچی ہوئی ہے۔ اس بارے میں مقامی آریہ سماج کی طرف سے ہندوستان بھر کے آریہ سماجی لیڈروں اور وِدوانوں کی رائیں مانگی گئی ہیں"۔

پہلے سوال کا تعلق چونکہ کلیتہً آریہ سماجیوں سے ہے۔ اس لئے ہم اس میں کوئی دخل دیئے بغیر اس کے متعلق ان کے فیصلہ کا دلچسپی کے ساتھ انتظار کرینگے لیکن دوسرا سوال ایسا ہے۔ کہ اس کے متعلق ہمیں اس لحاظ سے کچھ کہنے کا حق حاصل ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" میں اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس کے خلاف ایسے ایسے دل آزار اور ناپاک الفاظ درج ہیں۔ کہ ان کا خیال کرکے بھی دل بے تاب ہو جاتا ہے اگر آریہ صاحبان "ستیارتھ پرکاش" کے اس حصہ کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیں۔ تو یہ نہ صرف مسلمانوں کے کلیجے کے لئے ٹھنڈک کا موجب ہوگا۔ بلکہ سوامی دیانند جی پر بھی بہت بڑا احسان ہوگا۔ جن کے نام سے ایسی دل آزار باتیں "ستیارتھ پرکاش" میں موجود ہیں۔ کہ وُہ جذباتِ غم و غصہ کو ان کے خلاف ہمیشہ تازہ رکھنے کا موجب ہیں۔ یہی خواہش ہم ان حصص کے متعلق رکھتے ہیں۔ جن میں دیگر مذاہب اور ان کے بانیوں کے خلاف درشت کلامی سے کام لیا گیا ہے۔

ہمیں معلوم ہے۔ کہ بعض اوقات خود آریوں کی طرف یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے ان ابواب کو جن میں دیگر مذاہب پر نہایت دل آزارانہ پیرایہ میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ نکلوا دیا جائے اور اسی سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا۔ کہ یہ ابواب سوامی جی کے لکھے ہوئے ہی نہیں ہیں۔ اور سب سے پہلے شائع ہونے والی "ستیارتھ پرکاش" میں موجود نہیں ہیں۔ جو سوامی جی کی زندگی میں شائع ہوئی:۔

اس قسم کے خیالات سے یہ تو ظاہر ہے کہ آریہ سماجیوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں۔ جنہیں اس بات کا احساس ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے ان ابواب میں جن میں دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔ ایسی دل آزار۔ اور منافرت انگیز باتیں ہیں۔ جن کا سوامی دیانند جی کی طرف منسوب ہونا کسی صورت میں مناسب نہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کی قدر بڑھتی نہیں۔ بلکہ گھٹتی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عام آریوں کے نقار خانہ میں طوطی کی یہ آواز ابھی تک نہیں سنی گئی۔ اور اب جبکہ "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق پھر یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔ کہ وہ ماننے کے قابل۔ اور ویدوں کی تعلیم کے مطابق ہے یا نہیں۔ ہم یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ بے شک اس کے باقی تمام حصوں کو ماننے کے قابل سمجھ لیا جائے۔ مگر آخری چار ابواب کو اور خاص کر چودھویں باب کو بالکل اڑا دیا جائے۔ آریہ صاحبان غور تو فرمائیں اس حصہ نے آج تک آریہ سماج کو کیا فائدہ پہنچایا۔ دیگر مذاہب کے پیروؤں کے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ لیکن مسلمانوں کے متعلق ہمارا دعوےٰ ہے جس کی تردید نہیں کی جاسکتی کہ آج تک کوئی گیا گزرا اور تعلیم اسلام سے بالکل بے بہرہ ایک مسلمان بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے اس ادعا کے ساتھ ارتداد اختیار کرکے آریہ سماج کی شرن لی ہو۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" میں اسلام کے خلاف جو درشت کلامی کی گئی ہے۔ اس سے متاثر ہو کر وُہ آریہ مت قبول کر رہا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کئی نہایت افسوسناک واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو "ستیارتھ پرکاش" کے اس منافرت انگیز حصہ کی وجہ سے رونما ہوئے:۔

پس جب اس حصہ سے آریہ سماج کو بھی کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ تو کیوں نہ اسے حذف کر دیا جائے:۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ر تبوک ۱۳۲۰ ہش۔ ڈلہوزی سے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۲ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ حضور کے اہل بیت اور خدام بھی خیریت سے ہیں ؂

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیر و عافیت ہے ؂

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بعارضہ بندش پیشاب سخت تکلیف میں ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے ؂

مرکزی لجنہ اماء اللہ کے ماہانہ جلسہ کی مختصر روئداد

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا ماہانہ جلسہ بروز ہفتہ ۳۰ ماہ ظہور ۱۳۲۰ ہش سیدہ ام طاہر احمد سلمہا اللہ تعالےٰ کے مکان پر زیر صدارت سیدہ ام طاہر احمد منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے کی۔ نظم ؎

ساغر بادۂ عرفاں پلادے ساقی ؂ تجھ کو اس لطف کی اللہ جزا دے ساقی

صفیہ بیگم و عائشہ بیگم نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہ بابا حسن محمد صاحب نے کلام مجید کی چند آیات سورہ احزاب سے وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ الخ پڑھ کر حاضرات کو وعظ کیا۔ ازاں بعد محمد بی بی صاحبہ نے کلام محمود سے نظم ؎

تیری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائینگے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در سے جائیں گے ہم

سنائی۔ پھر استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے پردہ کے متعلق چند نصیحتیں سامعات کو کیں۔ اس کے بعد صدر صاحبہ نے حاضرات مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بعد دعا جلسہ برخاست کیا ؂

ام وسیم منتظمہ جلسہ ماہانہ مرکزیہ لجنہ اماء اللہ

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب مسجد احمدیہ سرینگر میں

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب ۲۸ ماہ ظہور کو وارد سرینگر ہوئے۔ ۲۹ ظہور کو معہ رفقا فریضہ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد احمدیہ میں تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے خود خطبہ پڑھنے کی بجائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ فرمودہ ۲۲ ظہور سنایا۔ جب حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر کے اس مقام پر پہونچے۔ کہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں چاندی کی بجائے سونے کا تحفہ پیش کرنے کے لئے بصد شوق و محبت تین پونڈ مہیا کئے۔ لیکن اس اثناء میں حضور علیہ السلام کا وصال ہو چکا۔ تو آنریبل خطیب چشم پر آب ہوگئے۔ اور آپ پر کافی دیر تک سکوت کا عالم طاری رہا۔ معزز خطیب نے یہ خطبہ یہ تذکرہ عشق و وفا انتہائی والہانہ اور مؤثر انداز میں بیان فرمایا۔ بعد نماز آپ نے تمام حاضرین سمیت تکمیل مسجد کے لئے لمبی دعا کی۔ احباب کی آگاہی کے لئے عرض ہے۔ کہ مسجد احمدیہ سرینگر کی تعمیر ابھی ابتدائی مرحلہ پر ہے۔ اصل کے جزکے طور پر ایک کوارٹر بنایا گیا ہے۔ جس سے تا تکمیل مسجد جمعہ و جماعت کا کام لیا جائے گا۔ مسجد معہ ضروریات یعنی مہمانخانہ اور دار التبلیغ کے لئے کم از کم پندرہ ہزار کی رقم درکار ہے۔ جناب ناظر صاحب بیت المال نے مخیر احباب سے یہ رقم فراہم کرنے کی اجازت پر مشتمل اعلان الفضل میں شائع کیا ہے۔ ذی ثروت احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ سرینگر کی مسجد کے لئے جسے سرینگر میں آنحضرت مسیح علیہ السلام کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل ہوگی۔ کھلے دل سے چندہ دیں۔ خاکسار عبد الواحد مبلغ کشمیر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُعا۔ استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے

"چاہیئے کہ نماز میں خدا تعالےٰ سے ہدایت چاہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم کا تکرار کریں۔ خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ بتکرار سو مرتبہ تک پہونچ جائے۔ سجدہ میں اکثر یا حیّ یا قیوم الخ تمام تر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں۔ قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں۔ جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں۔ سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں۔ قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اسی طرح پڑھنی چاہئیں جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں۔ مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے۔ تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نہ رہے۔ قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض پانچ وقت کے قائل ہیں۔ اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں۔ اور بعض ہمیشہ کے لئے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں۔ اس لئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے۔ قنوت کی بعض دعائیں ماثور بھی ہیں۔ مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبارت میں استعمال کرنی پڑیں گی۔ غرض نماز کو مغزدار بنانا چاہیئے۔ جو دعا اور تسبیح۔ تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔ اور دُعا اور استغفار اور درود شریف کا التزام رکھنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ خدا تعالےٰ سے نیک کاموں اور نیک خیالوں اور نیک ارادوں کی توفیق مانگنی چاہیئے۔ کہ بجز اس کی توفیق کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہستی سخت ناپائدار اور بے بنیاد ہے۔ غفلت اور غافلانہ آسائش کی جگہ نہیں۔ ہر ایک سال اپنے اندر بڑے بڑے انقلاب پوشیدہ رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے عافیت مانگنی چاہیئے۔ اور ہراساں اور ترساں رہنا چاہیئے۔ کہ وہ ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ گنہگار ہی ہوں۔ اور چالاکوں اور خود پسندوں اور ناز کرنے والوں پر اس کا قہر نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ کیسے ہی اپنے تئیں نیک سمجھتے ہوں۔"

(البدر ۱۴ر اگست ۱۹۰۳ء)

عیسائیوں میں تبلیغ کے لئے ایک مفید اشتہار

دی ہوم بائیبل سٹڈی لیگ Nottingham (انگلینڈ) نے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ I believe Jesus is coming again. یعنی میرا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح دوبارہ آئیں گے کے عنوان سے شائع کیا تھا جو پادری صاحبان نے لکھنؤ میں تقسیم کیا۔ اس کے جواب میں جناب مرزا کبیر الدین احمد صاحب بشیرت گنج لکھنؤ نے ایک اشتہار Christ is Come حضرت مسیح آگیا کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ جس میں نہایت مختصر الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ عیسائیوں میں تبلیغی سلسلہ چلانے کے لئے بہت مفید اشتہار ہے جس دوست کو جتنے اشتہار مطلوب ہوں۔ مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ بنڈل مفت ارسال ہوگا ؂

خطبہ نمبر ہندو مسلم لیڈروں کے نام جاری کرائیے

گزشتہ سال بہت سے احباب نے ہندوستان کے قریباً تمام ہندو مسلمان لیڈروں کے نام الفضل کا خطبہ جمعہ نمبر جاری کرایا تھا۔ ان لیڈروں میں گاندھی جی۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو۔ پنڈت مالویہ جی۔ مولانا ابو الکلام صاحب۔ مسٹر جناح تک بھی شامل تھے۔ ان اور دوسرے تمام لیڈروں کے نام سارا سال خطبہ نمبر جاتا رہا۔ اور وہ اس کا مطالعہ کرتے رہے اب پھر اس سلسلہ کو جاری کرنا چاہیئے۔ پس احباب دو روپیہ سالانہ بھیجکر جس لیڈر کا نام لکھیں ان کو سال بھر خطبہ نمبر بھیجا جائے گا ؂ مینیجر "الفضل"

ہولناک جنگ کے گزشتہ دو سال

آج سے دو سال قبل یعنی یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کا دن وہ منحوس دن تھا۔ جسے تاریخ انسانی کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔ کیونکہ نسل انسانی کے لئے جن مظالم اور شدائد کی بنیاد اس دن رکھی گئی۔ اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور شائد آئندہ بھی قاصر رہے یہی وہ دن ہے۔ جب ایک خونخوار درندہ صفت اور حیوان نما انسان نے اپنی ہوس ملک گیری آرزوئے جہانبانی۔ اور صفت خون آشامی کے جذبات کی سیری کے لئے نہایت امن و امان سے رہنے والوں۔ کامل سکون و اطمینان کے ساتھ بسنے والے ملکوں اور خاموشی کے ساتھ گذر کرنے والی قوموں کو بد امنی فتنہ و فساد اور قتل و غارت کے ایک ایسے اتھاہ سمندر میں دھکیل دیا۔ کہ معلوم نہیں۔ اس سے وہ کب نکل سکیں۔ اور نکل بھی سکیں۔ یا نہیں۔ اور اگر نکلیں۔ تو کیسی مضمحل اور پریشان حالت میں۔

گزشتہ دو سال کی تاریخ پر نظر ڈالئے۔ اور دیکھئے۔ کہ اس عرصہ میں دنیا میں کتنے عظیم الشان انقلاب رونما ہو چکے ہیں۔ بڑے بڑے جابر اور خود مختار تاجدار خاک میں مل چکے۔ اور تخت شاہی سے محروم ہوکر نان شبینہ تک کے محتاج ہو رہے ہیں۔ لاکھوں انسانی جانیں جن میں بڑے بڑے قابل اور قیمتی دماغ تھے۔ موت کے گھاٹ اتر چکے۔ یورپ کی بعض تاریخی عمارتیں جن پر یورپین تہذیب صدیوں سے نازاں چلی آتی تھی۔ پیوند خاک ہو چکی ہیں بڑے بڑے صاحب جائداد اور ذی ثروت اصحاب اپنی ہر چیز سے محروم اور فلاکت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ درجن بھر کے قریب آزاد اقوام کی آزادی چھن چکی۔ بڑے بڑے پر رونق اور آباد شہر آج گورستان کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ بستیاں اجڑ گئیں۔ زرخیز اور ہری بھری کھیتیوں سے لہلہانے والی زمینیں آج مردہ ہو چکی ہیں۔ یورپ کی بے پایاں دولت و ثروت کا کثیر حصہ توپ و تفنگ۔ اور گولہ بارود کی راہ سے خاک سیاہ ہو چکا ہے۔ بڑی بڑی مضبوط اور سرمایہ دار حکومتیں قرض اور سود در سود کی زنجیروں میں جکڑی چلی جارہی ہیں۔ انسانی دماغ کی موشگافیاں اور خلاق جہاں کی عطا کردہ عقل و فہم اور حیران کن استعدادیں تمام تر اس نکتہ پر مرکوز ہو رہی ہیں۔ کہ اپنے بھائی بندوں اور اولاد آدم کو کس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں۔ اور آسان سے آسان صورت میں فنا کے گھاٹ اتارا جاسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمتوں اور انسانی آسائش و آرام کے لئے عطا کردہ وسائل اور ذرائع کو کس طرح زیادہ سے زیادہ کامیابی کے ساتھ تباہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ کونسے ذرائع ہیں۔ جن کو کام میں لاکر ہم اپنے جیسے انسانوں کو اپنی کمائی ہوئی۔ اور محنت سے پیدا کردہ دولت سے سامان زیست مہیا کرنے۔ اور اس طرح اپنی اور اپنے اہل و عیال کے لئے کھانے پینے کا سامان حاصل کرنے سے روکا جاسکتا ہے اور یہ تو وہ ہے۔ جو ہو رہا ہے۔ آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کے تصور سے بھی انسانیت لرزہ براندام ہو جاتی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ اب ہیضہ۔ پلیگ چیچک دق۔ سل وغیرہ خطرناک امراض کے جراثیم پھینک کر دشمن کی فوجوں اور شہریوں میں یہ بیماریاں پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

خبر آئی ہے۔ کہ جرمن فوجیں اب روسیوں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ گیس کے استعمال میں ماہر فوجی دستے معہ ضروری آلات وہاں پہونچ چکے ہیں۔ اور جرمن دلاور اب دشمن کو گیس کے زہر سے ہلاک کرکے دنیا میں اپنی شجاعت اور بہادری کی دھاک بٹھانے والے ہیں۔

مختصر یہ ہے۔ کہ اس وقت تک جو کچھ ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ امکانی طور پر ہونے والا ہے۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں۔ جسے ایک چشم بینا نظر انداز کرسکے۔ اور جس پر سے ایک حساس دل یونہی گزر جائے۔ انسانی دماغ ان تمام باتوں کو دیکھ اور سنکر چوکنا ہو جاتا ہے۔ بدن پر لرزہ طاری ہوتا ہے۔ یہ ایسے واقعات ہیں۔ کہ جن سے زمین و آسمان بھی لرز اٹھیں۔ جس سے نباتات اور حیوانات کا زہرہ بھی آب ہو جائے پتھر اور پہاڑ بھی اس سے کانپ جائیں مگر یہ سب کچھ جس غرض سے ہو رہا ہے خدا تعالےٰ دنیا کی شفیق سے شفیق اور مہربان سے مہربان ہستی سے زیادہ شفیق اور مہربان خدا جس مقصد کے لئے دنیا کو اس رنج و محن کی چکی میں پیس رہا ہے دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی پورا ہوا۔ یا نہیں۔ یہ غرض اور یہ مقصد یہ ہے۔ کہ انسانی قلب پر لرزہ طاری ہو وہ خشیت اللہ سے کانپ اٹھے۔ اس کی دیدۂ دل۔ اور چشم بصیرت وا ہو۔ وہ دیکھ سکے۔ کہ کفر و عصیان اور فسق و فجور کی سزا کس قدر سنگین ہوتی ہے اس کے اندر ایک پاک تبدیلی اور نیک انقلاب پیدا ہو۔ اس کی اعتقاد و زندگی میں ایسا خوشگوار تغیر واقعہ ہو جائے۔ جو انسانیت کی بنیادیں درست طور پر قائم کرنے میں ممد ہوسکے۔ اور جس کے نتیجہ میں دنیا وہ دنیا بن جائے۔ جو خدا تعالےٰ کا منشاء اور مقصود ہے۔ ان عذابوں۔ اور ان مصیبتوں کے نتیجہ میں اگر یہ مقصد حاصل ہو سکا۔ تو فبہا۔ ورنہ وہ قادر و قیوم خدا اس سے بھی زیادہ مصائب دنیا پر نازل کرے گا۔ اور نہیں چھوڑیگا جب تک کہ گمراہ بندوں کو راہ راست پر نہ لے آئے۔ اس نے بہت ڈھیل دی اور بہت موقعہ دیا۔ مگر جیسا کہ اس زمانہ کے مرسل و مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکے ہیں۔ اب مزید موقعہ نہیں دیا جائے گا:۔

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائیگا جیسے ہتھوڑے سے لوہار

تحریک جدید کے بقایادار توجہ کریں

"تحریک جدید کی قربانیوں" میں حصہ لینے والے وہ احباب جنہوں نے اپنا بقایا ادا نہیں کیا۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اگر ان کی طرف سے ۳۰ ستمبر تک بقایا وصول نہ ہوا۔ یا وہ قسط وار ادا کرنا شروع نہ کریں۔ یا وہ مزید مہلت نہ حاصل کرلیں۔ اور نہ ہی دفتر کے خطوط کا جواب دیں تو وہ سمجھ لیں۔ کہ ایسے احباب کے نام ۳۰ ستمبر کے بعد پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کرنے کے لئے دفتر مجبور ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نام خطبہ ۲۰ جون کی تعمیل میں شائع کرنا بھی مجبوری امر ہوگا۔" تا اگر ایک طرف ان لوگوں کے نام یادگار رہیں۔ جنہوں نے سچائی اور دیانت کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کیا۔ تو دوسری طرف ان لوگوں کے نام بھی بطور یادگار محفوظ رہیں۔ جنہوں نے جان بوجھ کر دھوکا کیا۔ اور ایک جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لئے وہ سالہائے سال تک جھوٹ بولتے رہے۔ میرے نزدیک اگر ایک طرف مخلصین کا اخلاص ایسا ہے۔ جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ تو دوسری طرف یہ دھوکا بازی بھی ایسی ہے۔ جو عبرت کے طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے"

پس وہ جن کے ذمہ گزشتہ سالوں کا بقایا ہے۔ وہ فوری توجہ کریں۔ اور اپنے بقائے ادا کرکے کچھ نہ کچھ ثواب حاصل کریں:۔

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی کام کرنے میں عار نہ سمجھتے تھے

انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ رہنمائی نہ کر رہا ہو۔ چھوٹے سے چھوٹے کام سے لے کر بڑے سے بڑے کام تک ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ اگر چھوٹے بچوں پر رحم کے بارے میں دیکھا جائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بچوں پر شفقت کی ایسی ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ کہ ان کی سی مثال دنیا نہ آج تک پیش کر سکی ہے اور نہ کر سکے گی۔ اسی طرح اگر غلاموں اور خادموں پر شفقت کو لے لیا جائے تو اس میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سب سے اعلےٰ و ارفع ہے۔ پھر ازواج مطہرات سے حسن سلوک پر نظر کی جائے۔ تو وہ بے مثال ہے۔ غرض زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اعلےٰ اور پاک نمونہ ہمارے لئے موجود نہ ہو۔ اس وقت میں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کرتا ہوں ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت بڑے بڑے خاندان جن میں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاندان قریش بھی شامل تھا۔ معمولی کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دینا اپنی ہتک خیال کرتے تھے۔ مثلاً اپنے مویشیوں کو آپ چارہ ڈالنا اپنے گھر کا کوئی چھوٹا موٹا کام کرنا۔ اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کی مرمت خود کرنا۔ گائے بھینسوں کا دودھ دوہنا وغیرہ۔ وہ لوگ اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھتے تھے۔ یہی حال آج کل کے اکثر امراء اور اکثر تعلیمیافتہ مسلمانوں کا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں اپنے چھوٹے موٹے کام خود کر لینے سے ان کی ہتک ہوتی ہے۔ حالانکہ اگر وہ عقل و سمجھ سے کام لیں تو انہیں معلوم ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر کس کی شان ہو سکتی ہے۔ جن کے متعلق لولاک لما خلقت الافلاک آیا ہے۔ لیکن آپ نہ صرف اپنے کام ہی اپنے ہاتھ سے سرانجام دے لیتے تھے۔ بلکہ آپ تو دوسروں کے کام بھی کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن سعد حصہ ششم صفحہ ۲۱۳ میں لکھا ہے۔ کہ خباب بن ارت ایک صحابی تھے جو ایک جنگ میں شریک ہونے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ان کے گھر میں کوئی اور مرد نہ تھا۔ اور عورتوں کو دودھ دوہنا آتا نہیں تھا۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی روز تک ان کے گھر جاتے۔ اور ان کو دودھ دوھ کر دے آیا کرتے۔ اسی طرح نسائی میں آتا ہے۔ کہ ولا یانف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی الحاجۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیوہ اور مسکین کے ساتھ جا کر ان کا کام کر دینے میں کوئی عار نہ تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ آپ اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال سے متعلق کام کیا کرتے۔ اپنے کپڑے صاف کر لیتے۔ بھیڑ بکریوں کا دودھ دوھ لیتے۔ حتیٰ کہ گھر کی صفائی تک کر لیتے ؛

اسی طرح مسند امام ابی عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۶۹ میں درج ہے۔ عن سلام ابی شرحبیل قال سمعت حبۃ و سواء ابنی خالد یقولان اتینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وھو یعمل عملاً او یبنی بناءً فاعناہ علیہ فلما فرغ دعا لنا۔ یعنی ابی شرحبیل کہتے ہیں۔ کہ میں نے خالد کے دونوں لڑکوں سے سنا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس گئے۔ تو آپ اپنے دست مبارک سے مکان کی مرمت فرما رہے تھے۔ ہم لوگ بھی اسمیں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا۔ تو آپ نے ہمارے لئے دعائے خیر کی۔

غرض ایسی مثالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں بیسیوں ملتی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کسی چھوٹے سے چھوٹے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنا ناپسند نہیں فرماتے تھے بلکہ دوسرے محتاجوں کے کام بھی اپنے دست مبارک سے سرانجام دے دیا کرتے تھے۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہاتھ سے کام کرنے کے متعلق ہمارے لئے پیش فرمایا۔ لیکن افسوس کہ اس سے غیروں نے تو بے حد فائدہ اٹھایا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ اور بے حد نقصان اٹھایا۔ کیونکہ وہ قوم جو کسی محنت و مشقت کے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنے میں اپنی ہتک خیال کرتی ہے وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتی۔ اور ترقی کرنے والی قوموں کے دوش بدوش چل سکتی ہے۔ یورپین قوموں کی ترقی کا راز یہی ہے۔ کہ وہ کسی کام کو حقیر نہ سمجھتے ہوئے اسے نہائت سرگرمی سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور اسے عروج تک پہنچانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے وہی کام جو دوسرے کرتے ہوئے ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ جب وہ کرتے ہیں تو کسی کو ان کی ذلت کا خیال بھی نہیں آتا مثلاً موچی جو جوتے بناتا ہے۔ اور ایک بوٹ میکر جس کا کام بوٹ بنانا ہے۔ ان دونوں میں کام کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ لیکن اگر کسی کے سامنے موچی اور بوٹ میکر دونوں کو لایا جائے۔ تو وہ بوٹ میکر کو موچی کی بجائے زیادہ پسند کرے گا۔ اس کی کیا وجہ ہے صرف یہ کہ ترقی یافتہ اقوام کے الفاظ و اصطلاحات کو بھی عزت حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کام کو اعلےٰ پایہ پر پہونچا دیتے ہیں۔ اگر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے کسی محنت و مشقت کے کام کو ذلیل نہ سمجھتے۔ تو آج دنیوی لحاظ سے ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔ یورپین اقوام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق عمل کیا۔ اور ترقی حاصل کی۔ کیونکہ لیس للانسان الا ما سعیٰ یعنی انسان جس قسم کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے اسمیں کامیاب کرتا ہے۔ ان لوگوں نے دنیاوی ترقیوں کی طرف بہت توجہ کی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو دنیاوی ترقی دی۔ اگر مسلمان بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنا راہبر بنا لیتے۔ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بھی باریاب نہ کرتا۔

انہی حالات کے پیش نظر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ میں اپنے ہاتھ سے کام کرنے اور محنت و مشقت کی عادت پیدا کرنے کے لئے اپنے چھوٹے موٹے کام اپنے ہاتھ سے کرنے کے علاوہ اجتماعی طور پر بھی ایسے کام کرنے کی تحریک جاری کی ہے۔ جنہیں کرنا عام طور پر لوگ اپنی ہتک اور اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور کئی بار حضور نے بذات خود ایسے کاموں میں حصہ لیا ہے۔ مثلاً کدال سے مٹی کھودی۔ اور رستہ ہموار بنانے کے لئے مٹی کی ٹوکری اٹھا کر ڈالی ہے ؛

امید ہے جماعت احمدیہ اس تحریک کو روز بروز زیادہ وسیع اور زیادہ مفید بناتی چلی جائے گی ؛

خاکسار شمس الدین جالندہری

نفع مند کام پر روپیہ لگانے والوں کے لئے عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ کسی نفع مند کام پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائداد کی کفالت پر لیا جائے گا۔ جو انشاء اللہ ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔ اور نفع لائیگا۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

پیشگوئیوں اور معجزات کے متعلق چند اصولی باتیں

آٹھواں اصل

جو پیشگوئیوں کے متعلق ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے یہ ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں وقت کی تعیین ضروری نہیں ہوتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ویقولون لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ فقل انما الغیب للہ فانتظروا انی معکم من المنتظرین (سورہ یونس) ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) پر اس کے رب کیطرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اتارا گیا پس تو انہیں کہہ دے کہ غیب کی بات کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ اس لئے تم اس کا انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آقائنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ "تفسیر کبیر" میں فرماتے ہیں:۔ "انما الغیب للہ کے فقرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیشگوئیوں میں وقت کی تعیین کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اگر اس کی ضرورت ہوتی تو یہ نہ کہا جاتا۔ کہ عذاب کی پیشگوئی کے وقت کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ بلکہ ان کے سوال کے جواب میں اس وقت سے ان کو آگاہ کر دیا جاتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا۔ یہی کہہ دیا ہے کہ وقت کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے۔ جب وہ وقت آئے گا۔ وہ خود حقیقت کو ظاہر کر دے گا۔ اس آیت سے ان لوگوں کو اپنے خیالات کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ جو یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی کے ساتھ وقت وقت کی تعیین ہونی ضروری ہے" (ص۵۸)

ب: حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ سو آپ نے اصحاب کو اس کی خبر دی۔ اور قریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کو لے کر حج کی نیت سے چل کھڑے ہوئے۔ لیکن علم الٰہی میں اس کے پورا ہونے کا وقت آئندہ سال تھا۔ چنانچہ صلح کی شرائط دشمنوں سے طے ہو گئیں جن کی رو سے اس سال حج نہ کیا گیا۔ گویا تمام صحابہ کرام اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رویا کے وقت ظہور کو سمجھنے میں غلطی لگ گئی۔

نواں اصل

کوئی پیشگوئی ایسے طور پر پوری نہیں ہو سکتی۔ جو منکرین کو "یومنون بالغیب" کے دائرہ سے باہر لے جائے۔ منکرین کی طرف سے عام طور پر یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی ظہور میں آئے۔ جو اللہ تعالےٰ کی قدرت کے متعلق مقرر کردہ قوانین کے خلاف ہو۔ اور جس میں اخفاء کا کوئی باریک سے باریک پہلو بھی موجود نہ ہو۔ حالانکہ ایسا ہونے سے نہ تو اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے اور انبیاء کو قبول کرنے میں کوئی ثواب باقی رہتا۔ اور نہ ایمان کی آزمائش باقی رہتی۔ بلکہ پیدائش عالم کی اصل غرض ہی باطل ہو کر رہ جاتی۔

(۱) اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلاتا ہے "قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤہ" (بنی اسرائیل ع ۱۰) کفار نے رسول اللہ صلعم سے یہ نشان طلب کیا تھا۔ آپ ہمارے سامنے آسمان پر جائیں وہاں سے کتاب لائیں۔ جس کو پڑھ کر ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کے جواب میں حکم دیا کہ کہو میرا رب پاک ہے میں بندہ اور رسول ہوں یعنے اللہ تعالےٰ کی قدرت میں تو کسی قسم کا نقص نہیں۔ لیکن رسول کو آسمان پر لے جانا اس کی سنت کے خلاف ہے۔

اسی آیت قرآنیہ کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے مانگا تھا۔ کہ آسمان پر ہمارے روبرو ہی چڑھیں اور روبرو ہی اتریں۔ اور انہیں جواب ملا تھا کہ "قل سبحان ربی" یعنی خدا تعالےٰ کی حکیمانہ شان اس سے پاک ہے۔ کہ ایسے کھلے کھلے خوارق اس دارالابتلاء میں دکھاوے اور ایمان بالغیب کی حکمت کو تلف کرے۔" (توضیح مرام ص۹)

پس نواں اصل یہ ہے کہ ہر پیشگوئی اور معجزہ میں "یومنون بالغیب" کے ماتحت اخفاء کا کوئی باریک سے باریک پہلو ضرور پنہاں ہوتا ہے۔

دسواں اصل

دسواں اصل یہ ہے۔ کہ وعیدی پیشگوئیاں خواہ کسی نہ کسی وجہ سے معرض تعویق میں پڑ جائیں۔ اور خواہ بالکل ہی ٹل جائیں۔ بہر حال اللہ تعالےٰ کا اصولی فیصلہ یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کے رسول اور اس کے بندے ہمیشہ غالب ہو کر رہتے ہیں۔ پیشگوئی کا نتیجہ خواہ کچھ ہو۔ بہر حال وہ "مومنین" کے لئے غلبہ اور منکرین کی رسوائی ہی کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کہ جب حضرت نوح کے منکرین نے موعودہ عذاب مانگنے پر اصرار کیا تو حضرت نوح نے جواباً فرمایا قال انما یاتیکم بہ اللہ ان شاء وما انتم بمعجزین (ہود) ترجمہ اس نے کہا کہ صرف اللہ ہی اگر چاہے گا تو (موعودہ عذاب) لائے گا۔ اور تم (اس کے لانے سے) اسے ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

اسی آیت کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی "تفسیر کبیر" میں فرماتے ہیں:۔ "اس آیت میں وعیدی پیشگوئیوں کی نسبت تین اصل بتائے ہیں۔ اول یہ کہ ان کے اوقات عام طور پر مخفی رکھے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ٹل سکتی ہیں۔ . . . تیسرے یہ کہ تفصیلی پیشگوئیاں خواہ ٹل بھی جائیں۔ اصولی فیصلہ کہ خدا تعالےٰ کے بندے غالب ہو کر رہیں گے نہیں بدلتا۔ تبھی فرمایا کہ خدا چاہے گا تو عذاب آ جائے گا۔ لیکن بہر حال خواہ عذاب آئے یا نہ آئے تم لوگ مومنوں پر غالب نہیں آ سکتے۔ اور اللہ تعالےٰ کے کام میں روک نہیں بن سکتے۔" (ص۱۸۲) پس دسواں اصل یہ ہے کہ پیشگوئیوں کا نتیجہ ہمیشہ مومنوں کا غلبہ اور منکروں کی ناکامی کا باعث ہوتا ہے۔

اب میں تمام اصول یکجائی طور پر مختصراً عرض کئے دیتا ہوں:۔ (۱) واضح نشانات کو چھوڑ کر متشابہ نشان کو پکڑنا کجروی کی علامت ہے (۲) نشان میں اللہ تعالےٰ بعض دفعہ تبدیلی بھی کر دیا کرتا ہے (۳) وعیدی پیشگوئیاں بعض دفعہ ٹل بھی جایا کرتی ہیں (۴) تمام انذاری پیشگوئیاں توجہ الی اللہ کی شرط کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔ خواہ یہ شرط صراحتاً الفاظ میں موجود ہو یا نہ ہو۔ (۵) پیشگوئی کے وقوع میں آنے سے قبل یہ ضروری نہیں کہ خود ملہم بھی اسے اچھی طرح سمجھ جائے (۶) طغیان اور سرکشی کے ترک کرنے پر انذاری پیشگوئی کا ظہور یا تو بالکل ٹل جاتا ہے اور یا معرض تعویق میں پڑ جاتا ہے (۷) بعض اوقات جس شخص کے حق میں پیشگوئی ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے وہ پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے خلیفہ جانشین اور متبع کے ہاتھوں پوری ہو جاتی ہے۔ (۸) پیشگوئی میں وقت کی تعیین ضروری نہیں ہوتی (۹) کوئی پیشگوئی ایسے طور پر پوری نہیں ہوتی جو منکرین کو ایمان بالغیب کے دائرہ سے باہر لے جائے (۱۰) پیشگوئی کا نتیجہ بہر حال مومنین کے حق میں نکلتا ہے۔ ان دس اصولوں کو مد نظر رکھ کر آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ایک پیشگوئی کو دیکھ جائیے یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں کوئی شک۔ وسوسہ یا اعتراض باقی نہ رہے گا۔ ان اصولوں میں سے کسی ایک کو بھی اگر نظر انداز کر دیا جائے تو انبیاء کرام کے لمبے سلسلے میں سے ایک ایک نبی کی صداقت مشتبہ ہو جائے گی یہی سب سے بڑی دلیل ان اصولوں کی سچائی کی ہے۔ انبیاء کے متعلق اللہ تعالےٰ کی سنت ان کے حالات۔ ان کے معجزات سب کے سب آپس میں ایک حیرت انگیز مشابہت اور یکسانیت رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہر نبی کی صداقت دیگر انبیاء کی صداقت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے کاش ہمارے مخالفین اس حقیقت کو پالیں۔

بالآخر یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کی تیاری میں مجھے اپنے والد معظم قبلہ بابو سلامت علی صاحب کلرک ملٹری اکونٹس ڈیپارٹمنٹ کوئٹہ سے بڑی مدد ملی ہے۔ جو عنقریب بسلسلۂ جنگ ہندوستان سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب ان کی دینی۔ دنیوی ترقی۔ صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

احقر۔ خورشید احمد از لاہور

حضرت بابا نانک صاحب اور مسئلہ تناسخ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ناواقف لوگ عموماً یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ باوا صاحب مسئلہ تناسخ کے قائل تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی یہ بات پیش کی گئی تھی۔ جس کا جواب حضور علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا۔

"بعض کا یہ اعتراض ہے کہ باوا نانک صاحب گرنتھ میں تناسخ کے قائل ہیں پھر کیونکر ان کا مذہب اسلام ہو سکتا ہے سو واضح ہو کہ ہمیں باوا صاحب کے کلمات کا بخوبی علم ہے۔ اور ہم نے تقریباً تیس برس تک یہ شغل رکھا ہے باوا صاحب اس تناسخ کے ہرگز قائل نہیں جس کے آریہ قائل ہیں۔" (ست بچن صفحہ ۲۵)

پس باوا صاحب ہرگز ہرگز تناسخ کے قائل نہ تھے۔ ویدک دھرم کا پیش کردہ مسئلہ تناسخ روح اور مادہ کی ازلیت پر انحصار رکھتا ہے۔ یعنی ویدک دھرمیوں کا یہ سدھانت ہے۔ کہ روح اور مادہ خدا کی مخلوق نہیں بلکہ یہ دونوں خدا کی طرح ازلی اور ابدی ہیں اور اعمال کے مطابق ان کا اس دنیا میں بار بار جنم ہوتا رہتا ہے اور عالم کائنات کا اختلاف اس تناسخ کی دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ویدک دھرمی کسی کے گناہوں کی معافی کے بھی قائل نہیں۔ بلکہ وہ ایشور سے متعلق یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ وہ کسی کا معمولی سے معمولی گناہ بڑی سے بڑی توبہ اور اصلاح کرنے پر بھی معاف نہیں کرتا بلکہ اس کی سزا ضرور دیتا ہے۔ جو اُن کو مختلف جونوں کا چکر کاٹ کر بھگتنی پڑتی ہے۔ گویا گناہوں کی معافی کا عقیدہ تناسخ کو باطل کر دیتا ہے۔

اگر کوئی شخص روح کو حادث مانتا ہو اور اس کا یہ بھی یقین ہو کہ خدا ایک مہربان ہستی ہے۔ جو ہر انسان کی حقیقی توبہ قبول کر کے اس کے بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف کر دیتی ہے۔ تو ایسے شخص سے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسئلہ تناسخ کا قائل تھا۔ کیونکہ ان عقائد کی موجودگی میں مسئلہ تناسخ قائم نہیں رہتا۔ یہ باتیں تناسخ کے خلاف ہیں۔

حضرت بابا نانک نے اپنے مقدس کلام میں صاف طور پر روح کی پیدائش خدا کے امر سے بیان فرمائی ہے جس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ روح کو خدا کی طرح ازلی اور ابدی نہیں مانتے تھے اور روح کا خدا کے امر سے پیدا ہونا ایک اسلامی سدھانت ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قل الروح من امر ربی یعنی روح خدا کے امر سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کہ اس کو محدود علم عطا کیا گیا ہے روح خود بھی محدود ہے اور اس کا علم بھی محدود ہے۔ اور ہر محدود چیز کسی محدد پر دلالت کرتی ہے۔ اور جو محدد ہوتا ہے وہی اس کو عالم وجود میں لانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور اس کا حادث ہونا بھی یقینی امر ہے۔ قرآن شریف نے روح کے حادث ہونے میں اس کا محدود ہونا بطور دلیل پیش کیا ہے اور یہ ایک ایسی بین دلیل ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دنیا میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں جو خود تو محدود ہو لیکن اس کا محدد کوئی نہ ہو۔ اور محدود چیز کا حادث ہونا لازمی ہے۔ اور جو حادث ہو وہ ازلی نہیں ہو سکتی۔

حضرت بابا نانک صاحب نے روح کا حادث ہونا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"حکمی ہووَن جیئو" (رجب جی)

یعنی روح خدا کے امر سے پیدا ہوئی ہے ان الفاظ میں بابا صاحب نے روح کا خدا کے امر سے پیدا ہونا تسلیم کیا ہے اور یہ سدھانت ویدک تناسخ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے روح کی ازلیت جس پر مسئلہ تناسخ کی بنیاد ہے قائم نہیں رہتی۔ پس حضرت باوا صاحب کے مندرجہ بالا قول کی موجودگی میں آپ کو تناسخ کا قائل قرار دینا ایک کھلی کھلی بے انصافی ہے۔

تناسخ کے قائل لوگ اس مسئلہ کے اثبات میں جو دلیل عالم کائنات کے اختلاف سے پکڑتے ہیں۔ اس کا رد گرو گرنتھ صاحب کے مندرجہ ذیل شبد سے ہوتا ہے۔

پربھ ساچے اک کھیل رچایا
کو ہے نہ کس ہی جیہا اُپایا

یعنی۔ اس عالم کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ چونکہ وہ خود واحد ہے۔ اس لئے اس کی مخلوق بھی وحدانیت کے رنگ میں رنگین ہے۔ کوئی چیز دوسری چیز سے نہیں ملتی۔ کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے۔ جو خالق کی طرف سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں "حکمی ملے وڈیائی" یعنی عالم کائنات کا اختلاف کرم کے نتیجہ میں نہیں۔ بلکہ یہ بھی خدا کے امر کے ماتحت ہے۔ کسی کا اندھا پیدا ہونا اور کسی کا لنگڑا وغیرہ اپاہج ہونا بھی بابا صاحب نے خدا کے امر سے بیان کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ "حکمی ہووَن آکار" یعنی روح کو یہ جسم (آکار) کسی کرم کے نتیجہ میں نہیں ملتا بلکہ یہ بھی خدا کا امر ہے پس جب جسم خدا کے امر کے ماتحت روح کو ملا ہے۔ تو اس لحاظ سے کسی کا اپاہج پیدا ہونا بھی کسی کرم کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ بھی خدا کا امر ہے کسی کا بڑے اور کسی کا چھوٹے خاندان میں پیدا ہونا یا کسی کا تکلیفوں میں زندگی گزارنا اور کسی کا آرام میں رہنا سب حضرت باوا صاحب کے نزدیک خدا کے امر سے ہے۔ جیسا کہ ان کا فرمان ہے

"حکمی اُتم نیچ حکمی لکھ دکھ سکھ پائیے"
اِکنا حکمی بخشیش اک حکمی سدا بھوائیے
حکمے اندر سب کو باہر حکم کو نہ کوئے
نانک حکمے جے بُجھے تاں ہومیں کہے نہ کوئے

(رجب جی)

یعنی کسی کا بڑے خاندان میں اور کسی کا چھوٹے خاندان میں پیدا ہونا اور کسی کا تکلیف میں اور کسی کا آرام میں زندگی گزارنا خدا کے امر سے ہے۔ کئی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے امر سے صفت رحمانیت کے ماتحت بہت کچھ بخش دیا ہے اور کئی ایسے ہیں جو دنیا میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہے وہ سب خدا کا امر ہے اور خدا کے امر سے ایک چیز بھی باہر نہیں۔ نانک جی کہتے ہیں کہ اگر انسان خدا کے امر کو سمجھ لے تو پھر اس میں تکبر پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی جب انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ میرے اپنے کرموں کا پھل ہے تو پھر اس میں تکبر پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح وہ خدا کا اپنے اوپر کوئی احسان نہیں سمجھتا لیکن جب انسان یہ خیال کرے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ خدا کے امر اور صفت رحمانیت کے ماتحت ہے تو پھر اس میں تکبر کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی دو بہت بڑی صفات بیان کی گئی ہیں۔ جو "رحمٰن" اور "رحیم" ہیں۔ "رحمٰن" کے معنے ہیں بغیر کسی محنت اور مشقت کے بخشش کرنے والا اور "رحیم" کا مطلب ہے محنت اور مشقت کا بدلہ دینے والا۔ تناسخ کے قائل لوگ خدا کو رحیم تو مانتے ہیں۔ لیکن اس کی صفت رحمانیت کے منکر ہیں کیونکہ یہ ایک ایسی صفت ہے جو مسئلہ تناسخ کو باطل کر دیتی ہے۔ اور جو لوگ خدا کو رحمٰن مانتے ہیں۔ وہ تناسخ کے قائل نہیں ہو سکتے کیونکہ مسئلہ تناسخ خدا کی صفت رحمانیت کے خلاف ہے۔ یہ ایک اصولی فرق ہے جو تناسخ کے ماننے والے اور نہ ماننے والوں میں امتیاز پیدا کرتا ہے

حضرت بابا نانک خدا کو رحمٰن مانتے تھے۔ اور آپ خدا کی صفت رحمانیت کے قائل تھے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے "نانک ناؤں بھیا رحمان" یعنی۔ خدا کا نام رحمٰن بھی ہے۔

گورو گرنتھ صاحب میں بھی خدا کی صفت رحمانیت کا ذکر ہے یعنی یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ خدا بغیر مانگے بھی بخشش کرتا ہے۔ گویا جہاں خدا کی یہ صفت ہے کہ "گھال نہ بھالنے" یعنی وہ کسی کی محنت اور مشقت کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کا پورا پورا بدلہ دیتا ہے۔ وہاں اس کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ بغیر کوشش کے بھی بخشش کرتا ہے چنانچہ آتا ہے۔ "ان منگیا دان دیوسی وڈا اگم اپار" گورو گرنتھ صاحب میں یہ بات بھی درج

طور پر بیان کی گئی ہے کہ ہر ایک انسان کی سچی اور حقیقی توبہ اس کے بڑے سے بڑے گناہ کی معافی کا موجب بن جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آئندہ اپنی اصلاح کر لینے والے انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

جیسے بالک بھائے سبھائی لکھ ارادھ کمائے
کر اپدیش جھڑکے بہو بھاتی تو ہڑ پتا گل لائے
پچھلے اوگن بخش لئے پربھ آگے مارگ پائے

خلاصہ مطلب۔ جو لوگ آئندہ اپنی اصلاح کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ اون کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ جس طرح ایک باپ اپنے بچہ کی بے شمار غلطیاں نظر انداز کر دیتا ہے۔ اسی طرح خدا اپنے بندوں کی جب وہ حقیقی توبہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ہیں پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حضرت باوا نانک صاحب بھی خدا کو غفور اور رحیم مانتے تھے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

"جو کچھ کرے سو کر رہیا
بخشنہارے بخش لیا"

یہ تمام باتیں تناسخ کے مخالف ہیں۔ ان کی موجودگی میں کسی کا حضرت باوا نانک صاحب کو تناسخ کا قائل قرار دینا ایک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ عباد اللہ گیانی از امرتسر

تلاش گمشدہ

تقریباً ڈیڑھ سال ہوا۔ بٹالہ میں میرا لڑکا مختار نام عمر نو سال کہیں گم ہو گیا تھا۔ اب تک تلاش کے باوجود اس کا کہیں پتہ نہیں ملا۔ اگر کسی دوست کو ملے۔ تو مہربانی فرما کر مجھے اطلاع دیں۔ لڑکے کا رنگ گندمی۔ آنکھیں موٹی اور دائیں کان میں سوراخ ہے۔ پڑھا لکھا نہیں۔ سادہ طبع ہے۔

خاکسار محمد الدین معرفت عبد اللہ ساکن بھموئی ڈاکخانہ ڈیڈیالہ تحصیل بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

رشتوں کی ضرورت

ایک معزز شریف سید خاندان میں پانچ لڑکیاں اور تین لڑکے نوجوان قابل نکاح موجود ہیں۔ لڑکیاں تعلیمیافتہ۔ امور خانہ داری سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور لڑکے بھی تعلیمیافتہ برسر روزگار ہیں۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت کریں۔

ع م معرفت "الفضل" قادیان

وی پی وصول کر لئے جائیں!

حسب اعلانات سابقہ۔ ا؍ ستمبر کو احباب کے نام وی۔ پی ارسال کر دیئے جائیں گے جن احباب کی طرف سے چندہ وصول ہو چکا ہے۔ یا ادائیگی کے متعلق اطلاع آ چکی ہے۔ ان کے وی۔ پی روک لئے گئے ہیں۔ وعدہ کرنے والے احباب کو چاہیئے۔ کہ حسب وعدہ رقم ارسال فرما دیں۔ دیگر تمام احباب کا فرض ہے۔ کہ وی۔ پی وصول فرما دیں۔ ہر دفعہ کچھ تعداد ایسے احباب کی نکل آتی ہے۔ جو نہ چندہ کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اور نہ ادائیگی کے متعلق دفتر کو قبل از وقت اطلاع دیتے ہیں۔ لیکن جب وی۔ پی جاتا ہے۔ تو واپس کر دیتے ہیں۔ یہ طریق سراسر نقصان دہ ہے۔ جس سے احباب کو احتراز کرنا چاہیئے۔ "مینیجر"

ناردرن گروپ سلیپر پول

ناردرن گروپ سلیپر پول کو سال مختتمہ ۳۱؍ جولائی ۱۹۴۳ء کے دوران میں اول درجہ کے نئے بی۔ بی۔ دیودار۔ چیڑ۔ فر اور کیل کے ۰۰۰۰۰ء۳ چرے ہوئے سلیپروں کی خرید کے لئے فی روپیہ کی بنا پر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ہر قسم کے سلیپروں کی تعداد کی منظوری کا انحصار پیش کردہ قیمتوں پر ہوگا۔ ہر قسم کے لئے نرخ الگ الگ دیئے جائیں۔

ٹنڈر فارم سلیپر کنٹرول آفیسر۔ ناردرن گروپ سلیپر پول لاہور سے صرف پانچ روپیہ کے ادا کرنے پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ رقم واپس نہیں کی جائیگی۔ ٹنڈر سلیپر کنٹرول آفیسر۔ ناردرن گروپ سلیپر پول نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور کے دفتر میں ۶؍ اکتوبر ۱۹۴۱ء تین بجے بعد دوپہر تک پہنچ جانے چاہئیں۔

سلیپر کنٹرول آفیسر ناردرن گروپ سلیپر پول

الفضل کے خطبہ نمبر کی خصوصیات!

"الفضل" کا ہفتہ وار ایڈیشن جس کے ذریعہ جلد سے جلد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ احباب تک پہنچایا جاتا ہے۔ اب حسب ذیل خصوصیات کا حامل ہوتا ہے:۔

۱۔ حجم آٹھ صفحہ کی بجائے بارہ صفحہ کر دیا گیا ہے۔

۲۔ جماعت احمدیہ کے متعلق ہفتہ بھر کی خبریں اور ضروری حالات یکجائی طور پر شائع کئے جاتے ہیں۔

۳۔ ہفتۂ جنگ کے عنوان کے تحت ہفتہ بھر کے جنگی حالات پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔

جو احباب روزانہ "الفضل" کے خریدار نہیں۔ انہیں خطبہ نمبر ضرور خریدنا چاہیئے جبکہ اس کی سالانہ قیمت بہت ہی کم یعنی اڑھائی روپیہ سالانہ ہے

حب اسقاط کا مجرب علاج اٹھرا

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں ان کیلئے حب اٹھرا رجسٹرڈ نعمت غیر مترقبہ ہے حکیم نظام جان شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب دربار جموں و کشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ طیار کیا ہے حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو اس دوائی کے استعمال کرنے میں دیر کرنا گناہ ہے قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولے یکدم منگوانے پر گیارہ روپے۔

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

انقرہ ۳ ستمبر۔ ٹرکش ریڈیو کا بیان ہے کہ امریکن سینیٹ کی بحری کمیٹی کے چیئرمین نے ایک اخبار میں لکھا تھا۔ کہ ترکی کو چاہیئے درہ دانیال اور بحیرہ اسود کے ترک علاقے برطانیہ اور روس کو استعمال کرنے کی اجازت دیدے۔ اس پر ترک اخبارات نے بہت برا منایا ہے۔ اور سرکاری نمائندہ نے ایک بیان میں کہا۔ کہ یہ تجویز ترکی۔ برطانیہ اور روس میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہے۔ اور بے حد نامعقول ہے۔

لنڈن ۳ ستمبر۔ ایران کے ساتھ جن شرائط پر صلح ہو رہی ہے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جرمنی۔ اٹلی۔ بلغاریہ رومانیہ۔ ہنگری۔ ڈنمارک۔ سلواکیہ اور فرانس کے سفیروں کو وہاں سے نکال دیا جائے۔

ٹوکیو ۳ ستمبر۔ جاپان کے اخبار لکھ رہے ہیں۔ کہ امریکہ اور روس جاپان کے گرد گھیرا ڈالنا چاہتے ہیں۔ دو روسی ہوائی جہاز سائبیریا کے رستہ امریکہ گئے تھے۔ جاپان ٹائمز نے لکھا ہے۔ کہ یہ ہوائی سروس ہم جاری نہیں ہونے دیں گے۔
شنگھائی کے جاپانی حلقوں کی رائے ہے کہ جاپان میں محوری طاقتوں کے خلاف تحریک زور پکڑ رہی ہے اور ممکن ہے۔ وزارت میں ڈیڈلاک ہو جائے۔ اس صورت میں امیر البحر نومورا وزیر اعظم بنیں گے۔ جو آج کل امریکہ میں سفیر ہیں۔

سائیگان ۳ ستمبر آج بلغاروی پارلیمنٹ کا خفیہ اجلاس ہوا۔ کارروائی کا علم نہیں۔ تاہم خیال کیا جاتا ہے کہ یہ سوال زیر غور تھا۔ کہ روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جائے۔ جرمن شاہ بورس پر متواتر زور ڈال رہے ہیں۔

لنڈن ۳ ستمبر ہٹلر نے مسولینی سے اپیل کی ہے کہ روسی محاذ پر جرمن فوجوں کے شدید نقصان سے پیدا شدہ خلا کو اطالوی فوجوں سے پر کیا جائے۔

لنڈن ۳ ستمبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ جرمنی کے ۲۰۲۰ ہوائی جہاز برباد کئے جا چکے ہیں۔

لنڈن ۳ ستمبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ماہ جولائی میں بحیرہ روم بحیرہ شمالی اور بحیرہ اٹلانٹک میں دشمن کے ۱۴۴ جہاز وزنی ۴ لاکھ ۶۸ ہزار ٹن غرق کئے گئے۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ جرمن فوجیں ابھی تک لیننگراڈ کے سامنے رکی ہوئی ہیں نازیوں نے مان لیا ہے۔ کہ وہ آگے نہیں بڑھ سکے۔ روسیوں نے جوابی حملے کر کے انہیں تین میل پیچھے دھکیل دیا ہے فنی ریڈیو سے کہا گیا ہے کہ ہم روسیوں کی بہادری کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے وہ ایک ایک انچ زمین کے لئے جان توڑ کر لڑ رہے ہیں۔ جرمن اب یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ روسی محاذ پر افسر بہت کم رہ گئے ہیں۔ اور ان کی کمی بے حد محسوس کی جا رہی ہے ایک کمانڈر نے ہیڈ آفس کو لکھا۔ کہ میرے ڈویژن میں صرف اسی افسر باقی ہیں۔ اور بعض کمپنیوں میں تو ایک افسر بھی نہیں

لنڈن ۴ ستمبر بلغاروی پارلیمنٹ کا جو اجلاس کل ہوا تھا۔ اس کے متعلق کوئی سرکاری اعلان تو نہیں ہوا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ بلغاریہ نے روس کے خلاف اعلان جنگ کرنے یا اس محاذ پر اپنی فوجیں بھیجنے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ روس سے اس کی پرانی دوستی ہے۔

لنڈن ۴ ستمبر گذشتہ شب ہمارے ہوائی جہازوں نے بریسٹ کی گودیوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا۔ ان حملوں کا پورا حال ابھی نہیں بتایا گیا۔ دشمن کے ہوائی جہازوں نے شمال مشرقی انگلستان پر کچھ بم پھینکے۔ کوئی شخص زخمی نہیں ہوا۔ مگر کچھ مالی نقصان ہوا۔

ٹوکیو ۴ ستمبر۔ جاپانی وزیر خارجہ نے آج شاہنشاہ جاپان سے دو گھنٹے ملاقات کی۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ دو اڑھائی درجن برطانی اور امریکن جاپان سے واپس آنے والے تھے۔ مگر انہیں بتایا گیا۔ کہ ان کے لئے جہاز کا آنا ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ کوئی نہیں بتائی گئی۔

شملہ ۴ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جو ہندوستانی جاپان سے آنا چاہیں۔ ان کے لئے انتظام کر دیا جائے گا۔ اسی طرح جو جاپانی یہاں سے جانا چاہیں ان کے لئے بھی۔ اس ماہ کے آخر تک ایک برطانی جہاز جاپان کی ایک بندرگاہ میں پہنچے گا۔ جاپانی گورنمنٹ نے یقین دلایا ہے۔ کہ اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔

ٹوکیو ۴ ستمبر پرنس کنوئے وزیر اعظم جاپان نے ایک بیان میں کہا۔ کہ تاریخ میں جاپان کے لئے کبھی ایسا نازک وقت نہیں آیا جیسا اب ہے

دہلی ۴ ستمبر مسٹر سلطان احمد صاحب بیرسٹر نے وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل میں لاء ممبری کا چارج لینے سے قبل ایک بیان میں کہا۔ کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ جو آل انڈیا مسلم لیگ کے کسی فیصلہ کے خلاف۔ یا مسلم مفاد کے منافی ہو۔ مجھے اگزیکٹو کونسل میں اس واسطے نہیں لیا گیا۔ کہ کونسل میں توسیع ہو سکے۔ بلکہ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے فیڈرل کورٹ میں جانے سے جو جگہ خالی ہوئی وہ مجھے دی گئی ہے۔ میں نے اپنی ضمیر کے مطابق چلنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شملہ ۴ ستمبر۔ پانچ ہزار ٹن گندم کھانڈ اور چائے بہت جلد ایران بھیجی جا رہی ہے۔ ابھی تک سارے جرمن ایران سے نہیں نکالے گئے۔ اگر انہوں نے آس پاس کے اسلامی ممالک میں بھاگنے کی کوشش کی۔ تو وہ کامیاب نہ ہو سکیں گے

دہلی ۴ ستمبر۔ اگلے ماہ سے صوبہ سرحد اور پنجاب میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کی مشق کی جائے گی۔ جو پانچ اکتوبر سے شروع ہو کر دس دن جاری رہے گی چھاتا فوج کے حملوں سے بچاؤ کی مشق بھی اس میں شامل ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ کوئی فوری خطرہ ہے۔

دہلی ۴ ستمبر۔ ہندوستان میں فولاد کی ایک فیکٹری کو ایک کھلی بھٹی دی گئی ہے ایک جگہ بھاری بم بنانے کا کارخانہ بھی کھولا گیا ہے۔ اور ایک اور کارخانہ میں بھاری توپوں کے ڈھانچے تیار کرنے کے لئے مشینری لگائی گئی ہے بحری جہاز بھی پوری رفتار سے تیار ہو رہے ہیں۔ تیرنے والی گودیاں بھی جلد بننے لگیں گی۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ جرمن امیر البحر ایڈمرل ریڈر نے آج بلغاریہ کے شاہ بورس سے ملاقات کی۔

ٹوکیو ۴ ستمبر۔ جاپان گورنمنٹ نے آج خارجی معاملات پر غور کیا۔ پرنس کنوئے نے ان افواہوں کو دبانے کے لئے جو بدامنی کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔

لنڈن ۴ ستمبر۔ ایک نازی ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے ایک جرمن بحری افسر نے کہا۔ کہ جرمن غواصوں کو روکنے کے لئے برطانیہ نے جو انتظام کیا ہے وہ بہت مؤثر ہے۔ اور اس سے جرمن غواصوں کی سرگرمیوں میں کمی ہو گئی ہے۔

لنڈن ۴ ستمبر لیننگراڈ کی لڑائی کے متعلق روسی اور جرمن دونو افسروں کی خاموشی نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ تاہم جرمن مانتے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں موسم بہت خراب ہے اور روسی بہت جم کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ حتی کہ ایک گاؤں کے لئے ایسا شدید مقابلہ ہوا کہ ۵ ہزار جرمن کھیت رہے۔ جرمنی کی طرف سے وہی رٹا رٹایا فقرہ کہا جاتا ہے۔ کہ لڑائی پروگرام کے مطابق ہو رہی ہے۔ ماسکو کے ایک نیم سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ روسیوں نے ۲۲ دیہات پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے اور وہ جرمن صفوں کے بیچ میں گھس گئے ہیں لیننگراڈ کے بچانے کے لئے مارشل ووروشیلاف کے ماتحت کچھ افسروں کی فوجی کونسل بنا دی گئی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی